اسلام میں عدل کی اہمیت

IMPORTANCE OF JUSTICE IN ISLAM

*Dr. Naheed Arain
**Dr. Syed Naeem Badshah

Abstract

Islam is an institution of justice and moderation. It is a straight path and the Muslim fraternity is the nation which practices moderation and justice. The Islamic system is based on justice. If there are tears for the oppressed then there are swords for the oppressors.

Allah do command you to render back your Trusts to those to whom they are due; and when ye judge between man and man, that ye judge with justice: verily how excellent is the teaching which He gives you! For Allah is He Who hears and sees all things." [Quran 4:58] Allah says in the Qur'an:

"Allah commands justice, the doing of good, and liberality to kith and kin, and He forbids all shameful deeds, and injustice and rebellion: He instructs you, that you may receive admonition." (Surah An-Nahl: 90)

Establishing justice is the law of Allah. It is part of the balance which Allah has created. In Surah Ar-Rahman, Allah describes how He has created a balance of justice, and why as we discussed earlier,

*Assistant Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture University of Sindh, Jamshoro
**Associate Professor, Agriculture University, Peshawar

There are times when people do wrong in this world and get away with it.

Sometimes, criminals commit crimes, and no one brings them to account. There are times when wrongdoers commit their evil deeds in the darkness of night, and no one witnesses their crime, other than their Creator. As Allah Himself created the balance of justice as His law in this world, Allah will not allow any injustice to happen, without bringing that person to account. Those matters which are not resolved in this world, Allah will deal with them in the hereafter...on the Day of Judgment. Every one of us was created by Allah, and every one of us will return to Him for final judgment. Allah's creatures cannot exceed the limits and the unlawful rights which the Creator has set for them.

Keywords: Justice, Qur'an, Sunnah, Islamic Jurisprudence

عدل کی لغوی معنی:

1- فاالعدل ھو التقسیط علیٰ سواء1

عدل سے مراد مساوات کے طریقہ پر انصاف کرنا۔

2- قال ابن العربی: العدل الاستقامت 2

ابن العربی کے بقول عدل کے معنی استقامت کے ہیں۔

3- العدل ھو الزکات قال اللہ تعالیٰ واشھدو ذوی عدل منکم 3

عدل کی معنی پاکیزگی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے میں سے پاکیزگی والے دو آدمیوں کو گواہ بناؤ۔

4- العدل الفدیة قال اللہ تعالیٰ لایقبل من عدل 4

عدل کے معنی فدیہ اور صدقہ کے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان سے صدقہ قبول نہ کرو۔

5- العدل ھو الانصاف قال اللہ تعالیٰ و اذا حکمتم بین الناس ان تحکمو بالعدل 5

عدل کے معنی انصاف ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ دیں۔

6- العدل هو الصدق قال الله تعالیٰ و اذا قلتم فا عدلوا 6

عدل کے معنی سچ بولنے کے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب بات کرو سچ بولو۔

7- العدل السویة قال اللہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلو بین النساء ولو حرصتم 7

عدم بمعنی برابر کرنے کے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم اس بات کی کوشش بھی کرو تب بھی اپنی عورتوں کے درمیان محبت وپیار میں برابری اور مساوات قائم نہیں رکھ سکتے۔

اصطلاحی تعریف:

العدل هو الامر المتوسط بین طرفی الافراط و التفریط 8

عدل وہ درمیانی چیز

ہے جو افراط اور تفریط سے پاک ہو۔

یعنی نہ کم ہو اور نہ زیادتی ہو اور جو راہ عدل افراط و تفریخ سے پاک ہو اُسے قرآن حکیم کی اصطلاح میں صراط مستقیم کہا گیا ہے۔ یہ راہ راست وہ ہے جس پر ہمیں چلنے کی بارہا کلام اللہ میں تاکید کی گئی ہے۔ ہم دعا میں بارگاہ رب العزت سے اس صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق کے طلبگار ہوتے ہیں۔ ''اسلام اور عدل لازم و ملزوم'' اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال کی راہ کا تعین کرتا ہے اور انسان کو معتدل راہ اپنانے کا حکم دیتا ہے۔ ہر قسم کی ناانصافی سے منع کرتا ہے خواہ وہ ناانصافی خالق کے ساتھ ہو یا مخلوق کے حیوان کے ساتھ ہو یا انسان کے بچے کے ساتھ ہو یا بڑی کے ساتھ، جوان کے ساتھ ہو یا بوڑھے کے، عورت کے ساتھ یا مرد غریب کے ساتھ یا امیر کے ساتھ اور عدل بھی اسی اعتدال کا نام ہے جس معاشرے کے تمام افراد کے ساتھ سلوک یکساں روا رکھا جائے اور ہر کام جو انصاف کے تقاضوں کے ساتھ کیا جائے۔ جس کا ہمارے اسلام مقتضی سے اس طرح اسلام اور عدل لازم وملزوم قرار پائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و ضرب الله مثلا رجلین احدهما ابکم لا یقدر علی شئی و هو کل مولا اینما یوجه لایات بخیر هل یستوی هو ومن یامر بالعدل و هو علی صراط مستقیم 9

اللہ تعالیٰ دو ایسے افراد کی مثال دیتا ہے جن میں سے ایک گنگ ہے جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہی ہے کیونکہ جہاں جاتا ہے کوئی اچھی خبر نہیں لاتا۔ کیا وہ برابر ہو سکتا ہے اس شخص کے جو عدل پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کو انصاف کا حکم دیتا ہے یہ ہی شخص جادہ مستقیم پر گامزن ہے اور جو عدل کی راہ ہے وہ ہی حق ہے۔

اسلام کے انہی سنہری اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے سے انسان کو زندگی کے ہر میدان میں کامیاب و کامرانی مل جاتی ہے اور انسان بلندیوں کی اوج ثریا تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے بعد حدود و قیود کی پابندیاں کسی حد تک ختم ہو جاتی ہیں اور زمان و مکان کی حلقہ بندیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے انسانوں کی کامیابی کا اس انداز سے ذکر فرماتا ہے:

ان الذین قالو ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الاتخافوا ولاتحزنوا وابشرو بالجنة التی کنتم تو عدون نحن اولیاء کم فی الحیٰوة الدنیا و فی الآخرة ولکم فیها ما تشتهی انفسکم ولکم فیها ماتدعون نزلا من غفور الرحیم **10**

جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار تو تو اللہ تعالیٰ ہے پر صراط مستقیم (اسلام) پر قائم رہے تو ان پر ہمارے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قسم کا خوف نہ کھاؤ اور نہ ہی غمگیں ہوں، جس جنت کا وعدہ کیا گیا تھا اس کی تمہیں بشارت ہو (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم تمہارے دنیا و آخرت میں حامی و ناصر ہیں، اور اب تمہاری ہر خواہش کو پوریا کیا جائے گا اور جو تم چاہو گے وہ تمہیں باآسانی میسر ہو گا بلکہ خدا کی طرف سے تمہارے اوپر رزق کی بارش ہوتی رہے گی۔

گویا جب انسان اللہ پر ایمان لانے کے بعد اسلام کے ہمہ گیر نظام عدل کو اپنا لیتا ہے اور اس کے جادہ مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے تو اُسے نہ صرف قسم کے خوف و خطر سے پاک باغ و بہار میسر آئیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس پر اتنا مہربان ہو جائے گا کہ جو وہ چاہے گا اسے فی الفور فراہم کر دیا جائے گا۔ مزید یہ کہ رزاق تمام سربستہ خدائی خزانوں کے دروازے اس کے سامنے وا ہو جائیں گے۔ یہ ایک تمام خیالی دنیا کا مفروضہ نہیں کہ جس کا حقائق کی دنیا میں وجود نہ ہو بلکہ آخرت کے علاوہ اسلام کے قرون اولیٰ میں اس دنیا کے اندر اس کی شاندار مثالیں آفتاب تاریخ پر جگمگ جگمگ کر رہی ہیں اور تجربات اس بات پر شاہد ہیں کہ جب زندگی اس کامل ترین دستور سانچوں میں ڈھلی تو وہ ایک مثالی اور اقوام عالم کیلئے قابل تقلید نمونہ حیات بن گئی۔

اسلام میں عدل کی اہمیت

عدل عالمی صداقتوں (Universal Trust) میں سے ایک ہے۔ ہر مذہب اور قانون میں عدل گستری کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں مگر ان کے ماننے والوں اور پیروکاروں نے اس کی تشریح و توضیح (Interpretations) میں بڑا فرق پیدا کر دیا ہے۔ حکمرانوں یا بزعم خویش اونچی ذات کے لوگوں نے عدل وانصاف کے مطابق واجب العمل سزا و عتاب سے اپنے آپ کو مستثنیٰ (Exempted) قرار دی جس سے عدل و انصاف کے وہ اثرات رونما نہ ہو پائے جن کی بنیاد پر معاشرہ امن و آشتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو بعینہ عدل کا مذہب ہے روز اول سے نہ صرف عدل کی اہمیت و ضرورت کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا اور زندگی کے تمام معاملات میں عدل کی تفصیلات و جزیات سے آگاہ کیا بلکہ اپنے پیروکاروں کیلئے بلاامتیاز واجب العمل قرار دیا۔

عدل کی اہمیت قرآن حکیم کی روشنی میں

کتاب الٰہی اسلام کی آفاقی تعلیمات کا ماخذ اول ہے چنانچہ عدل کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ اللہ وحدہ لا شریک فرماتا ہے:

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل **11**

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ کرو۔

عام لوگوں کے علاوہ اس حکم کے خصوصی مخاطب امراء اور حکام ہیں۔ اور اگر نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد پیش نظر ہو تو پھر ہر شخص اس آیت کا خصوصی خطاب ہے۔ ارشاد ہے:

کلکم راع و ھو مسؤل عن رعیۃ لا مام راہ وھو مسؤل عن رعیۃ الرجل راع علی اھلہ وھو مسؤل عنھم المراۃ رعیۃ بیت زوجھا وھی زوجھا وھی مسؤلۃ عنھا **12**

تم میں سے ہر شخص اپنے مرتبہ کے لحاظ سے پاسبان ہے اور جوابدہ ہے امام اور خلیفہ بھی راعی ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائیگا اپنے گھر والوں کا رئیس ہے اور بیوی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ ہر ایک سے اس کی حیثیت کے مطابق (بروز قیامت) سوال کیا جائے گا۔

اگر آپ کو اقتدار و حکومت حاصل ہے تو غریب اور امیر، قوی وضعیف میں مساوات قائم کرنا، عدل کے ترازو کو تمام مخالف رجحانات کے باوجود برابر رکھنا، حکومت کے عہدوں پر تقرر کیلئے کنبہ پروری اور دوست

نوازی کے بجائے صرف اہلیت و قابلیت کو معیار قرار دینا بھی اس حکم کی تعمیل میں داخل ہے۔اسی طرح ایک مقام پر ارشاد باری ہے:

یٰاایہا الذین أمنو کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علیٰ انفسکم اولوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولیٰ فلا تتبعوا الھویٰ ان تعدلو وان تلوا اوتعرضوا فان اللہ کان بما تعلمون خبیراً13

اے ایمان والو ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے نصاب پر گواہی دینے والے محض اللہ کیلئے، چاہے گواہی دینا پڑے تمہیں اپنے نفسوں کے خلاف یااپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف خواہ دولت مند یاہو غریب پس اللہ زیادہ خیر خواہ ہے دونوں کا۔تم نہ پیروی کرو خواہش نفس کی انصاف کرنے میں،اور اگر تم ہیر پھیر کرو یامنہ موڑو تو بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

قوام مبالغہ کا صیغہ ہے اس سے مراد کثرت عددی نہیں بلکہ ثبات اور استحکام فی الشہادۃ کی تاکید مقصود ہے یعنی جب گواہی دو تو خواب مستحکم ہو کر دو کسی کی جاہ و حشمت، الفت و محبت، خوف خطر اور قوت تمہارے پائے ثبات میں لغزش کا سبب نہ بنے کہ مبادا تم عدل وانصاف سے انحراف کے مرتکب ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ظالم قرار پاؤ۔**14**

ارشاد باری ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ **15**

ترجمہ: اے ایمان والوں! اللہ تعالیٰ کیلئے عدل وانصاف کے ساتھ گواہی دینے پر قائم رہو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم جادہ انصاف سے ہٹ جاؤ(بلکہ زندگی کے ہر معاملے میں) انصاف سے کام لو، کیونکہ وہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ اسلام کے قانون عدل کی اہمیت کو واشگاف الفاظ میں بیان کر رہے ہیں۔ان آیات طیبات میں اللہ تعالیٰ نے تمام مکلفین اسلام کو یہ حکم دیا ہے کہ تم صرف اللہ کیلئے انصاف پر قائم رہو اور اللہ ہی کیلئے گواہی دو تمہارا ہر عمل اللہ کیلئے ہو حتیٰ کہ ہر حرکت اور ہر سکون، ہر قول اور ہر فعل صرف اور صرف اللہ کیلئے کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ انصاف میں تمہارے اقرباء، احباب، والدین رکاوٹ بنیں۔ایسا ہوا تو درحقیقت یہ

ان سب پر ظلم ڈھائے جانے کے مترادف ہے۔ راہ عدل میں کبھی مظالم اور اذیتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور کئی متوقع فوائد کو ہاتھ سے کھو کر نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ بظاہر یہ راستہ بہت کٹھن ہے کیونکہ زندگی اپنی باغ بن میں کافی کشش رکھتی ہے۔ انسان اس کیلئے کیا کیا پاپڑ بیل سکتا، کیسے کیسے جتن کرتا، کن کن امتحانوں سے دوچار ہوتا کیسے کیسے فیصلوں پر کمندیں ڈالنے کی کوشش کرتا اور کن کن سنگلاخ چٹانوں سے جوئے شیر بہالانے کے سبیلیں تراشتا ہے، برآں اسکے سر پر ایک دھن سی سوار رہتی ہے کوئی مجھ سے آگے نہ نکل جائے کوئی مجھ پر بازی نہ لے جائے، کسی کا قد مجھ سے بالا نہ ہو جائے، کوئی مجھ سے زیادہ نامور نہ ہونے پائے، اونچی مسند اور بلند منصب پانے کیلئے ہم کیسی کیسی معرکہ آرائیاں کرتے، کیسے کیسے ارفع نظریات کی بولی لگاتے، کیسے کیسے اصولوں کو منڈی خام مال بناتے، کیسے کیسے اخلاق اقتدار کو کوڑیوں کے مول لٹاتے اور کیسے کیسے سنگ آستاں کو اپنی سجدہ گاہ بناتے ہیں۔ اختیار اور اقتدار پر قابض رہنے کے لیے ذہن وفکر کی توانائیوں کو مہمیز کرتے، کیسے کیسے جادوگروں کو جاگیری عطا کرتے یا ور کیسے کیسے بازیگروں کے کرتبوں کا سہارا ہیں۔ کوئی اچھی سی نوکری، کوئی بڑا سا گھر، ایک نئی نویلی گاڑی، آسائشیں، آرائش، اسباب، اثاثے، جائدادیں، پلاٹ، پلازے، کارخانے، فیکٹریاں، کاروبار، نگر نگر کے تفریحی دواری، دولت، شہرت، نام، مقام۔ کیسے کیسے سراب ہیں کہ ہم انسان مسلسل ان کے تعاقب میں رہتے ہیں۔ نیلے آسمانوں کے اوپر عرش معلیٰ پر موجود ہستی ہماری اس سیماب پائی اور اضطراب پر مسکراتی رہتی ہے۔ پھر اچانک ایک نامطلوب گھڑی سر پہ آ کھڑی ہوتی ہے۔ کہیں دور رخصتی کا ناقوس بجتا ہے۔ جاہ جلال، کروگر، تخت وتاج، خدام ادب، نیزہ بردار، ،وبدار، شاہی طبیب سب ہار جاتے ہیں۔ رگوں میں رواں لہو سرد پڑنے لگتا ہے۔ زمانے بھر کو امنی مٹھی میں لینے والی انگلیاں بے جان سی ہونے لگتی ہیں، نبض ڈوبنے لگتی ہے اور پھر سارا تماشہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس دنیا سے ہمیں ایک دوسری دنیا میں منتقل ہونا ہے، جہاں عدل وانصاف کا میزان قائم ہو گا۔ لہٰذا جس کسی نے اپنی نفس اور دوسری نفوس کے ساتھ عدل کو اس دنیا میں روا رکھا وہی کامیاب وکامران ہو گا۔ یہ ہی اعلان ہے کلام الٰہی کا اور یہ ہی منشا ہے دین اسلام کا عدل کی اہمیت احادیث نبوی ﷺ کی روشنی۔ نبی آخر الزمان محبوب کبر ﷺ کی بعث کا سب سے اہم پہلو بنی نوع انسان کو راہ اعتدال دکھانا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے قول اور فعل سے چراغ عدل کو دیا بخشا اور عدل کی اہمیت کو معاشرے میں اُجاگر کیا۔ اس کی طرف ترغیب وتحریص دلائی۔ ارشادات نبوی ﷺ ہے:

ارشاد الٰہی ہے۔

ترجمہ: ہم نے اپنے رسولوں کو واضح ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں زبردست طاقت ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں 16

اس آیت میں لوہے سے مراد سیاسی قوت ہے اور کتاب و میزان و معتدل نظام ہے جس کے تحت اجتمائی عدل قائم ہوتا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے۔

ترجمہ: اور انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو17

انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے قریب نورانی ممبروں پر خدائے مہربان کے دائیں ہاتھ پر بٹھائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں پر رہیں یہ وہ لوگ ہیں جو حکومت کے معاملات میں بھی انصاف کرتے ہیں، اپنے گھر والوں کے مابین بھی انصاف کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اور آپ کہہ دے کہ جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں سب پر ایمان لاتا ہوں اور مجھ کو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان عدل رکھوں۔ اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی، ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور ہماری کچھ بحث نہیں، اللہ ہم سب کو جمع کریگا اور اسی کے پاس جانا ہے۔18

افضل الناس منزلة یوم القیامة امام عادل رفیق و شر عباد الله منزلة یوم القیامة امام جائر خرق

ترجمہ: قیامت کے روز تمام لوگوں سے بہتر مرتبہ پر فائز ترقی کرنے والد عادل حکمران ہوگا اور قیام کے روز تمام لوگوں سے مرتبہ میں بدترین شخص سختی کرنے والا ظالم حکمران ہوگا۔19

یوم من امام عادل افضل من عبادة ستین سنة یقام فی الارض بحقه اذکر فیها من مطر اربعین صباحا

ترجمہ: عادل حکمران کا ایک دین ۲۰ سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے اور ایک شرعی سزا جو حق و انصاف کے ساتھ زمین میں قائم کی جاتے ہے تو یہ چالیس روز کی بارش سے زیادہ برکت دلاتی ہے۔

ثلاثة لا تردد دعوتهم الصائم حتیٰ یفطر والامام العادل و دعوة المظلوم

تین افراد کی دعا رد نہیں کی جاتی روزے دار کی، عادل حکمران کی اور مظلوم کی۔20

ان احادیث مبارکہ سے ہمیں واضح طور پر عدل و انصاف کی اسلامی معاشرہ میں قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف یہ کے قول کے ذریعہ بلکہ عملی طور پر بھی ایک عادل حکمران ہونے کا ثبوت دیا اور آپ کے بعد خلفاء اربعہ نے ریاست اسلامیہ کا نظم و نسق قوانین عدل ہی کی روشنی میں چلایا۔ ذیل میں چند ایک مثالیں پیش کر رہے ہیں جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اکابرین اسلام نے نفاذ عدل کو اولین ترجیح دی۔

ریاست ہائے اسلامیہ میں قانون عدل کا عملی نفاذ

ایک بار جب قبلیہ بنو مخزوم کی فاطمہ نامی عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی اور معاملہ فیصلے کیلئے دربار رسالت میں لایا گیا تو سرداران قریش نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت میں اس عورت کی سفارش کیلئے بھیجا کیونیکہ وہ عورت ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھی اور بدنامی کے خوف سے قریش یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے۔ حضرت اُسامہ چونکہ بارگاہِ رسالت میں مقبول اور محبوب تھے اس لیے قریش نے آپ کو سفارش کیلئے روانہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ کی بات سننے کے بعد لوگوں کو اکٹھا کیا اور یہ خطاب فرمایا:

یاایھا الناس انما ضل من کان قبلکم انھم کانوا اذا سرق الشریف ترکوہ و اذا سرق الضعیف فیھم اقاموا علیہ الحد واللہ لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدھا **21**

ترجمہ: اے لوگوں تم سے پہلی قومیں اس لئے گمراہ ہوئی ہیں کہ ان میں سے جب اونچے درجہ کے لوگ چوری کرتے تھے تو انہیں چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی عام آدم چوری کرتا تو اس کو مقررہ سزا دیتے۔ خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

آپ کے یہ کلمات قیامت تک کیلئے معرکہ عدل و انصاف کو کمک فراہم کرتے رہیں گے۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے یہودی کو دیکھا کہ وہ بھیک مانگ رہا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم بھیک کیوں مانگ رہے ہو؟ تو اس یہودی نے کہا کہ ایک تو مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے اسے ادا کرنے کی ہمت نہیں ہے، دوسرا میں ضرورتمند ہوں اور تیسرا میں بوڑھا ہو چکا ہوں روزی کمانے کی ہمت نہیں رہی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے اپنے گھر لے آئے اور کچھ نقد اپنے ہاں سے اسے عطا کی اور بیت المال کے انچارج کو کہلا بھیجا کہ اس قسم کے معذوروں کیلئے بیت المال سے وضیفہ مقرر کیا جائے اور فرمایا

خدا کی قسم یہ انصاف نہیں کہ ہم ان کی جوانی سے تو فائدہ اٹھائیں اور ان کے بڑھاپے کے وقت انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیں اور ساتھ ہی قرآنِ حکیم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

انما الصدقات للفقراء والمساکین ثم قال فال فقراءھم المسلمون و عذا من المساکین من اھل الکتاب و وضع عنه الجزیة و عن جزباه **22**

ترجمہ: فقراء سے مراد مسلمان غریب لوگ ہیں اور مساکین سے مراد اہل کتاب غریب لوگ ہیں اور یہ ان میں سے ایک ہے لہٰذا اس سے اور اس جیسے دوسرے اہل کتاب سے جزیہ نہ لیا جائے۔

اسلام کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے والے عدل اسلامی کی اس سنہری باب کو پیش نظر رکھیں اور تجزیہ کریں کہ کیا آج تم اپنا آباواجداد کی اس قدر تعظیم کرتے ہو، جس قدر ریاست ہائے اسلامیہ میں تمہارے آباواجداد کی کی جاتی تھی اور کی جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک نصرانی کو بازار میں اپنی زرہ فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا: ''یہ زیرہ میری ہے'' اس نے انکار کیا۔ مقدمہ قاضی شریح کی عدالت میں پیش ہوا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شہادت طلب کی، جسے وہ پیش نہ کر سکے، چنانچہ فیصلہ نصرانی کے حق میں سنا دیا گیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے فرمایا: ''شریح تم نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے''۔ یہ سن کی نصرانی حیرت زدہ رہ یا اور بولا، یہ پیغمبرانہ عدل ہے کہ حاکم کو بھی عدالت میں آنا پڑتا ہے اور انہیں اپنے خلاف فیصلہ بھی سننا پڑتا ہے۔ یہ ایک حقیقی عدل ہے جس میں دوست و دشمن کی کوئی تمیز نہیں اور پھر یہ کہ یہ زرہ امیر المومنین ہی کی ہے۔ صفین جاتے ہوئے ان کے اونٹ سے گر گئی تھی اور میں نے اٹھالی تھی۔ 23

یہ ہے اسلام کا قانون عدل جس میں اپنے پرائے، دوست و دشمن کا فرق روا نہ رکھا دور خلافت راشدہ میں عملاً عدل کا بول بالا ہوا۔ عدل کی دو قسمیں ہیں۔

قانونی عدل (Judicial Justice)

عمرانی عدل (Social Justice)

قانونی عدل وہ ہے جو عدالتوں کے ذریعہ لوگوں کو اپنے حقوق کی بازیابی کے سلسلے میں میسر آتا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی ''اسلامی نظام عدل'' پر مبنی رپورٹ میں قانون عدل کی تعریف یوں کی گئی ہے: ''عدل قانون سے مراد فریقین تنازعہ کے مابین نزاع کا قانون کے مطابق عدالت کا فیصلہ دینا۔24

اور عمرانی عدل کے معنی ہیں ہر صاحب حق کو اس کا حق دینا خواہ یہ سربراہ حکومت کے ذریعہ ہو یا سربرہ محکمہ یا سربرہ عدالت یا کسی اور فرد کے ذریعہ سے ہو۔ چنانچہ عمرانی عدل زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے اور اس کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ قانونی عدل کو بھی اپنے احاطہ میں لے لیتا ہے کیونکہ عدالتیں بھی معاشرہ اور سماج کا حصہ ہیں۔ تاریخ اسلام میں ہر دو عدل پر عمل کا ثبوت ملتا ہے۔25

مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے ایک قبطی کو ناحق تازیانے مارے تھے، آپ کو پتا چلا تو دونوں باپ بیٹے کو بلا کر قبطی کو ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدلا لینے کی اجازت دی اور عمرو بن العاص رح کو بھی سخت تنبیہ کی بلکہ قبطی کو دو کوڑے ان کو بھی مارنے کو کہا جس پر قبطی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جس نے مجھے مارا تھا میں اس سے بدلا لے چکا ہوں۔26
اس سے پتا چلتا ہے کہ حکمران اگر عادل ہو تو رعیت کو بھی عدل کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔

Conclusion:

عدل سے معاشرے میں قوت قائم ہوتی ہے، نیکیوں میں تعاون بڑھتا ہے، خیر خواہانہ فضا قائم ہوتی ہے۔ عدل کی وجہ سے ہی ملک مضبوط و توانا اور اسکی اجتماعیت بڑھتی ہے۔ جبکہ معاشرے میں ناانصافی سے انفرادی اور اجتماعی تعلقات متاثر ہوتے ہیں آپس میں عناد، حسد، نفرت پیدا ہوتی ہے۔ الزام تراشی اور مختلف اخلاقی بیماریاں جنم لیتی ہیں، جو کہ اسلامی معاشرہ کا کبھی بھی حصہ نہیں رہا۔

صرف اور صرف اسلام کے اس ہمہ گیر عدل کا نتیجہ تھا کہ معاشرہ کے ہر فرد کو آسائش و آرام اور امن اور سکون کی دولت میسر آگئی تھی اور کسی کو یہ جرات نہیں ہوئی تھی کہ اس امن و سکون میں کسی قسم کا کوئی خلل ڈال سکے اور آج بھی اگر اسلام کے اس ہمہ گیر قانون عدل کو پوری قوت و صداقت کے ساتھ اپنا لیا جائے تو رب العزت کے وعدے کے مطابق یقینا معاشرہ بھی ایک مثالی اور قوام عالم کیلئے قابل رشک بن سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 میر سید شریف جرجانی، کتاب تعریفات ص 35، میر محمد کتب خانہ، کراچی 2000ء

2 ابن منظور جمال للدین، لسان العرب ص 49- نشر ادب الحوزہ، یران 2001ء

3 جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن ص 40، المکتبہ العصریہ، بیروت 2003ء

4 عبداللہ بن عمر بیضاوی، البیضاوی ص 10، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1998ء

5 عبداللہ بن عمر بیضاوی

6 النحل آیت 76، القرآن

7 حٰم سجدہ آیت 30، القرآن

8 النساء، القرآن

9 التوبۃ آیت 60 تا 62، القرآن

10 مسلم بن حجاج قشیری 100، صحیح مسلم، دار الفکر، بیروت 2000ء

11 احمد بن حنبل، کتاب الزہد، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1997ء

12 سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود ص 25، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1998ء

13 محمد بن عیسی، سنن ترمذی ص 36، المکتبہ التجاریہ، مکہ مکرمہ 1998ء

14 حکومت پاکستان رپورٹ، اسلامی نظام عدل، 26 فروری 1984ء

15 النساء آیت 135، القرآن

16 الحدید آیت 35، القرآن

17 الانعام آیت 153، القرآن

18 الشورہ آیت 15، القرآن

19 پروفیسر مفتی منیب الرحمان، اسلامیات ص 311، مکتبہ الفریدی

20 پروفیسر مفتی منیب الرحمان، اسلامیات ص 315، مکتبہ الفریدی

21 مسلم بخاری، الحدود علی الشریف والوضیح ص 170، دار الاسلام ایڈیشن

22 امام ابویوسف، کتاب الخراج ص111،الدولتہ الاسلامیہ، قاھرہ، مصر

23 امام ابویوسف، کتاب الخراج ص46،الدولتہ الاسلامیہ، قاھرہ، مصر

24 ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام ص284،افضل اردو بازار لاہور

25 علامہ ابی جعفر بن جریر الطبری، تاریخ الطبری ص33،دارالاحیاء التراث العربی، بیروت لبنان 1405ھ

26 المبقی علاءالدین الھندی الاعمال، ص421،حیدرآباد دکن مطبعہ مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ 1373ھ جلد4